اسلام کے قانون وراثت میں مرد و عورت کے حصص میں تفاوت کا تجزیاتی مطالعہ

An analytical Study of the discrimination In male and female Shares in inheritance law of Islam

سہیل انور[i] محمد نعیم[ii]

Abstract

Islam is the religion having full life instructions for all human beings in all ages. It has given some orders when a person is alive and some others for life after death. Inheritance is the main concern after death. Islam has the nature to act according to the human psyche and requirements and has ensured justice in every aspect.

This nature is reflected also in the Islamic law of inheritance. Although west is continuously criticizing Islam for having cruel inclination towards females in different rights, the same they have for inheritance but this criticism is fully based on ignorance and knowledge. .Islam has given due representation to females in different fields. They are given right of inheritance and put no responsibility over them. In the fourth coming article an attempt is made to clarify the nature of the issue that females have the right in inheritance as like males. Their shares vary according to the conditions. They get equal, more or less than their equal males in the inheritance in different situations. In the situations they get less than their equal males are based on so many reasons which are discussed in this article in research manner.

Key words: *inheritance, shares, female, less than male, reasons.*

اسلام کا نظام عدل واحسان

اسلام کی تعلیمات انسانی ضروریات اور نفسیات سے مکمل ہم آہنگ ہیں۔کیونکہ جس خالق نے اس کو پیدا فرمایا اور اس کو پروان چڑھایا وہ ہی اس کے تقاضوں سے باخبر ہے۔اور اس ذات کو اس بات کا علم کلی ہے کہ انسان کی زندگی کے کس مرحلے میں اس کو کس چیز کی ضرورت ہے اور کون سے قوانین وضع کر کے اس کی ضرورت پوری ہو گی اور معاشرے کا توازن برقرار رہے گا اس لئے شرع نے ہر فرد کی صلاحیتوں اور توانائیوں کے مطابق ان کو مکلف بنایا کسی کی ذمہ داریاں زیادہ رکھی تو اس کو نگران بنایا اور بعض حقوق میں ان کو تفوق دیا اس کے برعکس بعض افراد کو ذمہ داریوں سے مبرا کر دیا تو ان کو بعض حقوق میں نسبتا کم تناسب دیا اسی طرح عدل وانصاف کے ساتھ کمزوروں کے ساتھ ہمیشہ احسان کا رویہ برتا۔ذیل کے مضمون میں عورتوں کے دیگر حقوق کی طرح ان کے حق وراثت میں ان کے

---

[i] لیکچرر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

[ii] اسسٹنٹ پروفیسر آف شریعہ عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

ساتھ اسلام کے محسنانہ اور مشفقانہ رویے کو اجاگر کیا جائے گا اور مغرب کے اس پروپیگنڈے کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا کہ اسلام نے عورتوں کو ان کے حقوق نہیں فراہم کئے ہیں یا ان کے ساتھ اس بابت امتیازی سلوک کیا ہے۔ قرآن سورۃ النساء کی آیات میں میت کے رشتہ داروں کے حصص ذکر کرکے بیان فرماتے ہیں:

"آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا[1] "

"تمہیں اس بات کا ٹھیک ٹھیک علم نہیں ہے کہ تمہارے باپ بیٹوں میں سے کون فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے تم سے زیادہ قریب ہے؟ یہ تو اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصے ہیں۔ یقین رکھو کہ اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک"۔

اس لئے حصص کے تعین میں قرآن کا اسلوب حکیمانہ ہے اور مبنی بر مصلحت بھی ہے۔ اسلام نے اس کے علاوہ ادیان ومذاہب کے بالمقابل عورت کی نزاکت کو مد نظر رکھ کر معاشرے میں جس طرح اس کے دیگر حقوق کی بہتر پاسداری فرمائی ہے اسی طرح ان کے حق وراثت کو بھی محفوظ فرمایا۔ دور جاہلیت میں عورت کو بہت کمتر سمجھا جاتا تھا اس کو وراثت کے حق دار نہیں ٹھہرایا جاتا ان کے ساتھ یہی سلوک اسلام کے علاوہ تقریبا تمام مذاہب نے برتا اسلام نے ان کی حق وراثت کو نہ صرف ثابت فرمایا بلکہ عورت کے میراث کو اکائی کے طور پر ذکر فرمایا:

"يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ[2]"

"اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے کہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔"

اسی طرح تصریح فرمایا کہ مرد کی طرح عورت بھی میراث کی حق دار ہے:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا[3] "

"مردوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور قریب ترین رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، اور عورتوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور قریب ترین رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، چاہے وہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ (اللہ کی طرف سے) مقرر ہے۔"

قرآن کا اسلوب اس بابت ایسا ہے کہ جس سے اس بات کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ اسلام عورت کے حق وراثت کی کتنی حد تک مثبت ہے جاہلیت اور اسلام کے علاوہ مذاہب میں عورت کو جس طرح اور حقوق سے محروم کیا گیا ہے اس طرح ان کو حق وراثت بھی نہیں دی گئی ہے بلکہ خود عورت کو بطور ترکہ کے میراث میں لی جاتی تھی۔

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا[4]"

"اے ایمان والو! یہ بات تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے مالک بن بیٹھو۔"

اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كانوا إذا مات الرجل كان أولياؤه أحق بامرأته، إن شاء بعضهم تزوجها، وإن شاؤوا زوجوها، وإن شاؤوا لم يزوجوها، وهم أحق بها من أهلها، فنزلت هذه الآية[5]"

"جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ان کے اولیاء ان کے مالک ہوتے کوئی ان کی نکاح کی رغبت رکھتا تو خود نکاح میں لے لیتے اگر کسی اور کو نکاح میں دینا چاہتے تو دے دیتے اور اگر بغیر نکاح کے رکھنا چاہتے تو رکھ لیتے ان کے اولیاء اس کی نفس کے زیادہ حق دار مانے جاتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔"

سیدنا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کے بھائی نے عام روایت کے مطابق سارے مال کو اپنے قبضہ میں لے لیا جس پر آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے شکایت کی تو میراث کی آیت نازل ہوئی جس میں یہ تصریح تھی کہ اسلام نے مرد اور عورت دونوں کے لئے حصہ مقرر کیا ہے:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا"

قتادہؒ فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے لوگ عورتوں کو میراث نہیں دیتے تھے تو یہ آیات نازل ہوئی:

"كانوا لا يُوَرِّثُونَ النساء فنزلت: وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ[6]"

محمد بن صالح العثیمین نے اس حقیقت کو ذیل کی عبارت میں ذکر فرمایا ہے:

"وكان أهل الجاهلية في جاهليتهم لا يورثون النساء، ولا الصغار من الذكور، ويقولون: لا يعطى إلا من قاتل وحاز الغنيمة، فأبطل الله هذا الحكم المبنى على الجهل والظلم، وجعل الإناث يشاركن الذكور بحسب ما تقتضيه حاجتهن، فجعل للمرأة نصف ما للرجل من جنسها، ولم يحرمها كما فعل أهل الجاهلية، ولا سوّاها بالرجل كما فعله بعض المنحرفين عن مقتضى الفطرة والعقل، ثم قال:آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً.وقال في آية أخرى:وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ[7] [8]."

"اہل جاہلیت زمانہ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں کو میراث میں سے نہیں دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میراث ان لوگوں کا حق ہے جو جنگ لڑے اور غنیمت حاصل کریں۔ ظلم اور جہل پر مبنی اس حکم کو اللہ تعالی نے ختم کر دیا اور عورتوں کو ان کی حاجت کے مطابق مردوں کے ساتھ میراث میں حق دار ٹھہرایا عورت کے لئے اسی کی جنس میں سے مرد کے حصے کا آدھا حصہ مقرر کیا اور اہل جاہلیت کی طرح ان کو مکمل طور پر محروم نہیں کیا اور نہ ہی ان کو مرد کے ساتھ حق میراث میں برابر کیا جس طرح کہ فطرت اور عقل سے منحرف بعض مذاہب نے کیا۔ پھر اللہ تعالی نے فرمایا:"تمہیں اس بات کا ٹھیک ٹھیک علم نہیں ہے کہ تمہارے باپ بیٹوں میں سے کون فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے تم سے زیادہ قریب ہے؟ یہ تو اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصے ہیں۔ یقین رکھو کہ اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک"۔ اور ایک دوسری آیت میں فرمایا۔ ترجمہ:"یہ سب اللہ کا حکم ہے، اور اللہ ہر بات کا علم رکھنے والا، بردبار ہے۔"

البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بعض مقامات میں مرد کا حصہ عورت کے مقابلے میں دگنا یا زیادہ رہتا ہے۔ حالانکہ عورت خلقتاً کمزور ہونے کی وجہ سے زیادہ مالی تعاون کی حق دار ہے۔ درج ذیل مضمون میں اس قضیے پر تحقیق کی جائے گی کہ کیا واقعی مرد کا حصہ عورت کے مقابلے میں ہمیشہ دگنا یا زیادہ ہوتا ہے یا کبھی عورت کا حصہ مرد کے برابر یا اس سے بڑھتا بھی ہے اور جن احوال میں مرد کا حصہ عورت سے زیادہ یا دگنا ہے ان میں حکمت کیا ہے۔

عورت کا حصہ کبھی مرد سے کم، بعض احوال میں دونوں کا حصہ برابر اور کبھی عورت کا حصہ مرد سے زیادہ بھی ہوتا ہے۔

جن صورتوں میں مرد کا حصہ عورت سے زیادہ ہے:

1. میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد نیچے تک میں سے مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"

"اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔"

اسی طرح

2. حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں میں سے بھائی کا حصہ بہن کے حصے کا دگنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ[9] "

"اور اگر (مرنے والے کے) بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی، تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔"

3. بیوی اور شوہر کے حصص میں بھی یہی تناسب ہے۔یعنی میت کے شوہر کا حصہ اولاد کی عدم موجودگی میں آدھا اور ان کی موجودگی میں چوتھائی ہوتا ہے جب کہ بیوی کا حصہ اولاد کی عدم موجودگی میں چوتھائی اور ان کی موجودگی میں آٹھواں حصہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ[10]"

"اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ کر جائیں، اس کا آدھا حصہ تمہارا ہے، بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد زندہ نہ ہو۔اور اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو انہوں نے کی ہو، اور ان کے قرض کی ادائیگی کے بعد تمہیں ان کے ترکے کا چوتھائی حصہ ملے گا۔اور تم جو کچھ چھوڑ کر جاؤان کا ایک چوتھائی ان (بیویوں) کا ہے، بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد (زندہ) نہ ہو۔اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو، اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ان کو تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ملے گا۔"

4. میت کی بیوی اور ماں باپ کی موجودگی یا میت کے شوہر اور والدین کی موجودگی میں جمہور صحابہ وائمہ کے نزدیک میاں یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی ترکہ کا ایک تہائی حصہ ماں کو ملے گا جب کہ باپ کو باقی ماندہ کا دو تہائی دیا جائے گا۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ : كَانَ عُمَرُ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا سَلَكَ بِنَا طَرِيقًا وَجَدْنَاهُ سَهْلاً وَإِنَّهُ أُتِىَ فِى امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ فَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعَ وَلِلأُمِّ ثُلُثَ مَا بَقِىَ.وَكَذَلِكَ رَوَاهُ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ وَزَادَ فِيهِ : وَمَا بَقِىَ فَلِلأَبِ[11]."

"سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بھی ہمارے لئے کوئی راستہ منتخب فرماتے ہم نے اس کو آسان پایا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے پاس میراث کا مسئلہ آیا جس میں میت نے بیوی

اور والدین چھوڑے تھے انہوں نے بیوی کے لئے چوتھائی حصہ اور ماں کو اس سے باقی ماندہ کا تہائی حصہ دیا اسی طرح سفیان بن عیینہ نے منصور سے روایت کیا ہے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: کہ "جو باقی رہ جائے وہ باپ کا ہو گا۔"

اس مسئلہ پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہوا[12]۔

البتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ماں کو ثلث کل دیا جائے گا۔ جس کی دلیل ذیل کی روایت ہے:

"عن عكرمة : قال أرسلني ابن عباس إلى زيد بن ثابت اسأله عن زوج وأبوين فقال زيد للزوج النصف وللأم ثلث ما بقي وللأب بقية المال فقال ابن عباس للام الثلث كاملا لفظ حديث يزيد بن هارون وفي رواية روح وللأم ثلث ما بقي وهو السدس فأرسل إليه ابن عباس أفي كتاب الله تجد هذا قال لا ولكن أكره أن أفضل أما على أب قال وكان ابن عباس يعطي الأم الثلث من جميع المال [13]"

"عکرمہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے پاس اس مسئلہ کی بابت دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ شوہر اور والدین رہ چکے ہوں زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا شوہر کو آدھا ملے گا اور ماں کے لئے باقی ماندہ کا تہائی اور باپ کو باقی ماندہ ملے گا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ماں کو کل مال کا تہائی حصہ ملے گا یہ الفاظ یزید بن ھارون کی روایت کردہ حدیث کی ہیں اور روح کی روایت میں ہے کہ ماں کو باقی ماندہ کا تہائی یعنی کل مال کا چھٹا حصہ ملے گا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ کیا آپ نے قرآن میں اس حکم کو پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں البتہ میں یہ پسند نہیں فرماتا کہ ماں کو حصے میں باپ پر ترجیح دے دوں راوی فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ماں کے لئے تمام مال میں سے تہائی حصے کے قائل تھے۔"

اس صورت میں میت کی ماں کا حصہ اس کے باپ کے حصے سے بڑھ جائے گا لیکن یہ قول شاذ ہے۔

5. میت کی مذکر اولاد نہ ہو تو پھر باپ کا حصہ ماں کے حصے سے زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ [14]"

"اور اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی والدین ہی اس کے وارث ہو تو اس کی ماں تہائی حصے کی حق دار ہے۔"

اس صورت میں ماں کو تہائی اور باقی ماندہ دو تہائی باپ کو ملیں گے۔

جن صورتوں میں مرد وعورت کا حصہ برابر ہوتا ہے

1. میت کی اخیافی (ماں شریک) بھائی بہنوں کا حصہ یکساں رہتا ہے ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کا قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ [15]"

"اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔"

2. اگر میت کی مذکر اولاد یا اولاد کی اولاد نیچے تک موجود ہو تو میت کی والدین کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اس طرح ماں اور باپ دونوں کا حصہ برابر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ [16]"

"اور مرنے والے کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا، بشرطیکہ مرنے والے کی کوئی اولاد ہو۔"

3. میت کے دادا اور دادی کے ساتھ میت کی مذکر اولاد بیٹے، پوتے وغیرہ موجود ہو تو دادا اور دادی دونوں کو چھٹا حصہ ملتا ہے دادی کا حصہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور اس پر اجماع امت ہے کیونکہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے اس عمل پر کسی صحابی نے نکیر نہیں فرمائی:

"عن قبيصة بن ذؤيب انه قال :جاءت الجدة إلى أبي بكر الصديق تسأله ميراثها فقال لها أبو بكر مالك في كتاب الله شيء وما علمت لك في سنة رسول الله صلى الله عليه و سلم شيئا فارجعي حتى اسأل الناس فسأل الناس فقال المغيرة بن شعبة حضرت رسول الله صلى الله عليه و سلم أعطاها السدس فقال أبو بكر هل معك غيرك فقام محمد بن مسلمة الأنصاري فقال مثل ما قال المغيرة فأنفذه لها أبو بكر الصديق ثم جاءت الجدة الأخرى إلى عمر بن الخطاب تسأله ميراثها فقال لها مالك في كتاب الله شيء وما كان القضاء الذي قضي به الا لغيرك وما أنا بزائد في الفرائض شيئا ولكنه ذلك السدس فإن اجتمعتما فهو بينكما وأيتكما خلت به فهو لها۔[17]"

"قبیصہ بن ذوئیب سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت اپنے پوتے کی میراث میں سے حصہ طلب کرنے آئی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کا کوئی حصہ قرآن میں مذکور ہے نہ ہی سنت رسول اللہ ﷺ میں سے مجھے آپ کا کوئی حصہ معلوم ہے آپ واپس لوٹئے تاکہ میں لوگوں سے اس بابت پوچھ لوں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے پوچھا مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا کہ آپ ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ دے دیا ابو بکر رضی اللہ نے پوچھا آپ کے ساتھ اس واقعہ کے دوراں کوئی اور موجود تھا محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ اٹھ کر مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرح قصہ بیان کرنے لگے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دادی کے حق میں اس حصہ کو نافذ کیا پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے پاس اس میت کی دوسری دادی آکر اپنے حصہ میراث کا مطالبہ کرنے لگی آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا قرآن میں آپ کا کوئی حصہ مذکور نہیں اور جو پہلے فیصلہ ہو چکا وہ آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے ہو چکا ہے اور میں اپنے طرف سے فرائض میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا حصہ وہی چھٹا ہے لہٰذا جب آپ دونوں جمع ہو تو وہی چھٹا آپ دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہو گا اور جب آپ میں سے ایک ہو تو یہ سارا حصہ اسی کی ہے۔"

دادا کے حصے پر امام مالکؒ اجماع نقل فرماتے ہیں:

"قال مالك والأمر المجتمع عليه عندنا والذي أدركت عليه أهل العلم ببلدنا ان الجد أبا الأب لا يرث مع الأب دنيا شيئا وهو يفرض له مع الولد الذكر ومع بن الابن الذكر السدس فريضة[18]"

"امام مالکؒ فرماتے ہیں ہمارے ہاں متفق علیہا مسئلہ اور جس پر میں نے اپنے شہر مدینہ میں لوگوں کو عمل کرتے پایا یہ ہے کہ دادا یعنی باپ کے باپ کو قریبی باپ کی موجودگی میں کچھ نہیں ملے گا اور اس کو مذکر اولاد یا مذکر اولاد کے بیٹوں کے موجودگی میں چھٹا حصہ ملے گا۔"

جن صورتوں میں عورت کا حصہ مرد سے زیادہ ہوتا ہے

1. میت نے ماں، شوہر اور حقیقی بہن جو خنثیٰ ہو چھوڑے۔ اس صورت میں احناف، شوافع اور ابو ثورؒ کے نزدیک حقیقی بہن کو مذکر و مونث متصور کر کے جس صورت میں کم ملتا ہے وہ حصہ دیا جائے گا جس کو اسواء لحالین اور اقل النصیبین کہتے ہیں[19]۔ مسئلہ مذکورہ میں خنثیٰ کو اگر مذکر یعنی بھائی تصور کیا جائے تو عصبہ بنفسہ ہونے کی وجہ سے

ماں اور شوہر کے حصوں سے باقی ماندہ دیا جائے گا جو چھ میں سے ایک بنتا ہے اور اگر خنثیٰ کو مونث تصور کیا جائے تو پھر ذوی الفرض ہونے کی وجہ سے نصف کی حقدار ہو گی جو چھ میں سے تین حصے ہیں لہٰذا مونث ہونے کی صورت میں اس کا حصہ مذکر ہونے کی صورت سے زیادہ ہے۔

خنثیٰ کو مرد یعنی حقیقی بھائی فرض کرنے سے مسئلے کا حل:

مسئلہ 6

ماں	شوہر	حقیقی بھائی (خنثیٰ)
ثلث:1/3	نصف:1/2	عصبہ بنفسہ
2	3	مابقی:1

خنثیٰ کو عورت یعنی حقیقی بہن فرض کرنے سے مسئلے کا حل:

مسئلہ 6 عول 8

ماں	شوہر	حقیقی بہن (خنثیٰ)
ثلث:1/3	نصف:1/2	نصف:1/2
2	3	3

اسی طرح میت نے بیوی دو اخیافی بھائی اور ایک حقیقی بہن/بھائی خنثیٰ کی صورت میں چھوڑے اس صورت میں بھی اگر خنثیٰ کو مذکر تسلیم کیا جائے تو حصہ بمقابلہ مونث ہونے کے کم رہ جاتا ہے اس کی توضیح ذیل کی مثال میں بیان کی جاتی ہے۔ میت کی بیوی، دو اخیافی بھائی، اخت حقیقی/اخ حقیقی (خنثیٰ)۔ مونث کی صورت میں بیوی کو چوتھائی حصہ ملے گا جو بارہ میں سے تین حصے ہوں گے اخیافی بھائیوں کو تہائی جو کہ بارہ میں سے چار حصے ہوں گے اور حقیقی بہن کو آدھا جو کہ بارہ میں سے چھ حصے بنتے ہیں۔ چونکہ حصے بارہ سے بڑھ گئے اس لئے مسئلہ عائلہ بن گیا اور کل حصص 13 بن جائیں گے۔ مذکر تصور کرنے کی صورت میں بیوی کو تین، اخیافی بھائیوں کو چار اور باقی ایک حصہ عصبہ ہونے کی وجہ سے حقیقی بھائی کو دیا جائے گا۔ لہذا مذکر کی صورت میں 12 میں سے 5 حصہ مونث ہونے کی صورت میں 13 میں سے 6 حصص سے کم ہیں۔ اس لئے صورت مذکورہ میں عورت کا حصہ مرد سے زیادہ ہے۔

مذکر فرض کرنے کی صورت میں مسئلے کا حل:

مسئلہ:12 عول:۱۳

زوجہ	دو اخیافی بھائی	اخت حقیقی (خنثیٰ)
ربع:1/4	ثلث:1/3	نصف:1/2

3	4	6

مونث فرض کرنے کی صورت میں مسئلے کا حل

مسئلہ 12

زوجہ	دو اخیافی بھائی	اخ حقیقی (خنثیٰ)
ربع:1/4	ثلث:1/3	عصبہ بنفسہ
3	4	مابقی:5

خلاصہ بحث یہ ہے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ عورت کا حصہ مرد سے کم رہے گا بلکہ بعض صورتوں میں مرد و عورت کا حصہ برابر جب کہ بعض دیگر صورتوں میں عورت کا حصہ مرد کے مقابلے میں زیادہ بھی ہوگا۔ جن صورتوں میں عورت کا حصہ مرد سے کم ہے ان میں حکمتیں اور مصالح ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

"المرأة مكفولة، وأما الرجل فهو المسؤول عن نفسه ومن يعوله[20]"

"عورت کی کفالت کی جاتی ہے اور مرد کے ذمے اپنی اور عیال کی کفالت کی ذمہ داری ہے۔"

تمام اخراجات مرد کے ذمے رکھ کر بھی ان کو میراث میں حصہ دینا یقیناً عورتوں کے حقوق کی بہتر پاسداری ہے جس کی نظیر کسی اور مذہب میں نہیں ملتی اس کے برعکس مغربی معاشرہ میں عورت کے اوپر کمانے کی ذمہ داریاں عائد کر کے مردوں کے ساتھ اس دوڑ میں شامل کر دی گئی ہیں مزید برآں میراث میں ان کی نمائندگی کچھ خاص اہمیت نہیں رکھتی آج بھی مغرب کے قانون میں میراث کا حق دار بڑا بیٹا ہوتا ہے۔

"وقيل لأنه يتزوج فيعطي صداقا وهي تأخذ صداقا فيزيد بقدر ما يعطي ويبقى له مثل ما أخذت فيستويان[21] "

"ایک قول کے مطابق اس میں حکمت یہ ہے کہ مرد شادی کرے گا تو مہر ادا کرے گا جب کہ عورت کو مہر ملے گی تو اس اندازے کے مطابق عورت کی مال میں اضافہ ہوگا جتنا کہ مرد مہر دے گا اور مرد کے ساتھ اتنی مال رہ جائے گی جتنا عورت کو میراث میں ملی ہے تو دونوں کا مال برابر ہو جائے گا۔"

علامہ ابن کثیرؒ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:

"يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأنْثَيَيْنِ أي: يأمركم بالعدل فيهم، فإن أهل الجاهلية كانوا يجعلون جميع الميراث للذكور دون الإناث، فأمر الله تعالى بالتسوية بينهم في أصل الميراث، وفاوت بين الصنفين، فجعل للذكر مثل حظ الأنثيين؛ وذلك لاحتياج الرجل إلى مؤنة النفقة والكلفة ومعاناة التجارة والتكسب وتجشُّم المشقة، فناسب أن يُعْطَى ضِعْفَيْ ما تأخذه الأنثى[22]"

"اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتاہے ک: مرد کا حصہ دوعورتوں کے برابر ہے۔" یعنی اللہ تعالی تمہیں اولاد میں عدل کرنے کا حکم دیتاہے کیونکہ اہل جاہلیت تمام میراث مردوں کودے کر عورتوں کو محروم کردیتے تھے اس لئے اللہ تعالی نے اصلاح وراثت میں ان میں برابری کا حکم دیاہے (کہ مذکرومونث دونوں میراث کے مستحق ہیں) اور مذکرومونث کے حصے میں ایک دوسرے پر تفاوت رکھا مرد کے لئے دوعورتوں کے برابر حصہ رکھا اور یہ اس لئے کہ مرد خرچ اخراجات کی مشقت اور تجارت وکسب کی مشکلات اور مشقتوں کی حامل ہیں تو مناسب تھا کہ مرد کو عورت کا دگنا حصہ دیا جائے۔"

"مال الرجل مستهلك ومال المرأة موفور[23]"

"مرد کی اثاثہ جات استعمال ہو کر کم ہوتی رہتی ہے جب کہ عورت کی مال بڑھتی رہتی ہے۔"

ماہرین اقتصادیات اخراجات کو دو قسموں میں منقسم کرتے ہیں۔ایک کو فیکسڈ کاسٹ (Fixed Cost) اور دوسرے کو رننگ کاسٹ (Running Cost) کہتے ہیں۔ فکسڈ کاسٹ وہ اخراجات ہیں جو متعدد اوقات میں نہیں ہوتے بلکہ ان کا وقوع کسی خاص موقع میں ہوتی ہیں اس کے مقابلے میں رننگ کاسٹ خاص دورانئے کے بعد مکرر (Repeat) کئے جاتے ہیں۔ اس طرح آمدنی بھی دو طرح سے ہوسکتی ہے ایسی آمدنی جو زندگی میں کسی ایک موقع پر حاصل ہو جائے اس کے مقابلے میں وہ آمدنی جو ہر دن ہر ہفتہ یا مہینہ حاصل ہوتی رہے۔ فکسڈ کاسٹ سے اتنا اقتصادی بوجھ نہیں پڑتا جتنا کہ رننگ کاسٹ سے پڑتاہے۔اسی طرح ایک دفعہ کی آمدنی چاہے جتنا بھی زیادہ ہو کئی دفعہ کی تھوڑی آمدنیاں جمع ہو کر اس سے بڑھ جاتی ہے۔اس اصول کو سمجھنے کے بعد اگر ہم شریعت کی مزاج کو دیکھے تو تمام اخراجات مرد حضرات پر ڈال دیئے گئے ہیں۔ جس میں درج ذیل رننگ کاسٹس اور فکسڈ کاسٹس شامل ہیں۔

بیوی کی مہر

"وَآتُوا النِّسَاءَصَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً[24]"

"اور عورتوں کوان کے مہر خوشی سے دیا کرو۔"

"وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أَن تَبْتَغُواْ بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا[25]"

"ان عورتوں کو چھوڑ کر تمام عورتوں کے بارے میں یہ حلال کر دیا گیاہے کہ تم اپنا مال (بطور مہر) خرچ کر کے انہیں (اپنے نکاح میں لانا) چاہو، بشرطیکہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کا رشتہ قائم کر کے عفت حاصل کرو، صرف شہوت نکالنا مقصود نہ ہو۔ چنانچہ جن عورتوں سے نکاح کر کے تم نے لطف اٹھایا ہو، ان کو ان کا وہ مہر ادا کرو جو مقرر کیا گیا ہو۔ البتہ مہر مقرر کرنے کے بعد بھی جس (کی بیشی) پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ، ان میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ یقین رکھو کہ اللہ ہر بات کا علم بھی رکھتاہے، حکمت کا بھی مالک ہے۔"

بیوی کامسکن

" أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ[26]"

"ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو۔"

بیوی کانان نفقہ: قرآن سے استدلال

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں آیا ہے:

" أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ وَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ مِنْ وُجْدِكُمْ [27]"

"ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو اور اپنی بساط کے مطابق ان پر خرچ کرو۔"

"وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ "

"اور انہیں تنگ کرنے کے لئے انہیں ستاؤ نہیں"

اس کی تفسیر علامہ کاسانی یوں نقل فرماتے ہیں:

"لَا تُضَارُّوهُنَّ فِي الْإِنْفَاقِ عَلَيْهِنَّ فَتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ النَّفَقَةَ فَيَخْرُجْنَ أَوْ لَا تُضَارُّوهُنَّ فِي الْمَسْكَنِ فَتَدْخُلُوا عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اسْتِئْذَانٍ فَتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ الْمَسْكَنَ فَيَخْرُجْنَ ، [28] "

"اور ان پر خرچ کرنے میں انہیں تنگ کرنے کے لئے انہیں ستاؤ نہیں اس طرح کہ تم ان پر خرچ کرنے میں تنگی کرو اور وہ مجبور ہو کر آپ کے گھر سے نکلیں یا مسکن میں ان پر بلا اجازت داخل ہو کر انہیں تنگ مت کریں کہ وہ مجبور ہو کر نکلیں۔"

"وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ[29]"

"اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو اس وقت تک نفقہ دیتے رہو جب تک وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں۔"

"وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[30] "

"اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر واجب ہے کہ وہ معروف طریقے پر ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ اٹھائے۔"

"لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ[31]"

"ہر وسعت رکھنے والا اپنے وسعت کے مطابق نفقہ دے۔"

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ[32]"

"اور ان عورتوں کو معروف طریقے کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے (مردوں کو) ان پر حاصل ہیں۔"

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ[33]۔"

"مرد عورتوں کے نگراں ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔"

سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال

"رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ لَا يَمْلِكْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا وَإِنَّمَا أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ حَقٌّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِأَحَدٍ تَكْرَهُونَهُ ، فَإِنْ خِفْتُمْ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ كِسْوَتُهُنَّ وَرِزْقُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ثُمَّ قَالَ ثَلَاثًا : أَلَا هَلْ بَلَّغْت[34]"

"رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ آپ کے قبضے میں ہیں وہ اپنے طرف سے کسی چیز کی مالک نہیں ہوتیں اور تم نے ان کو اللہ تعالی کے امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور ان کے شرمگاہوں کو اللہ تعالی کے کلمہ کے ذریعے اپنے حق میں حلال کیا ہے آپ کا ان پر یہ حق ہے کہ آپ کی بجائے کسی اور کے ساتھ

ہمبستر نہ ہوں اور جن لوگوں کا آپ کے گھروں میں آپ ناپسند فرمائے ان کو اندر نہ لے آئے اگر آپ کو ان کی نافرمانی کا ڈر ہو تو ان کو نصیحت کرو اور ان کے ساتھ ہمبستری کو ترک کرو اور ان کو ایسا مارو جو زخم پیدا نہ کرے اور ان کی آپ پر معروف طریقے سے کپڑوں اور روزی کا حق ہے۔ پھر تین دفعہ فرمایا: خبردار میں نے بات پہنچائی۔"

رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہند کو فرمایا:

"خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ[35]"

"(ابوسفیان کے مال میں سے) اپنے اور اولاد کے لئے عرف کے مطابق اتنا لیا کرو جو آپ کے لئے اور آپ کے اولاد کے لئے کافی ہو جائے۔"

اگر نفقہ واجب نہ ہوتا تو ان کو لینے کی اجازت نہ دیتے۔

اگر بیوی اپنے بچوں کو دودھ نہ دے تو اجرت پر دائی کو رکھنا:

"وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ[36]"

"اور اگر تم یہ چاہو کہ اپنے بچوں کو کسی انا سے دودھ پلواؤ تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، جبکہ تم نے جو اجرت ٹھہرائی تھی وہ (دودھ پلانے والی انا) کو بھلے طریقے سے دے دو۔"

بلوغ سے پہلے بچوں کا نفقہ

"وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ [37]"

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔ یہ مدت ان کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں۔ اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر واجب ہے کہ وہ معروف طریقے پر ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ اٹھائے۔"

"فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ. [38] "

"پھر اگر وہ تمہارے لئے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت ادا کرو۔"

طلاق کے بعد متعہ

"لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ[39]"

"تم پر اس میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم عورتوں کو ایسے وقت طلاق دو جب کہ ابھی تم نے ان کو چھوا بھی نہ ہو، اور نہ ان کے لئے کوئی مہر مقرر کیا ہو۔ اور (ایسی صورت میں) ان کو کوئی تحفہ دو، خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب شخص اپنی حیثیت کے مطابق بھلے طریقے سے یہ تحفہ دے۔ یہ نیک آدمیوں پر ایک لازمی حق ہے۔"

والدین اگر بوڑھے ہیں تو ان کا خرچ

قرآن سے استدلال

"وَقَضَى رَبُّكَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا [40] "

"اور تمہارے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

والدین پر ان کی فقیری میں خرچ کرنا ان کے ساتھ سب سے اچھا سلوک ہے۔

"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا[41] "

"اور ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"

"أَنْ اُشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْك[42] "

"کہ تم میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا۔"

والدین پر ان کی حاجت اور عجز کے وقت خرچ کرنا نعمت کی شکر گزاری ہے۔

"وَصاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا[43] "

"اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے رہو۔"

یہ کافر والدین کے بارے میں حکم ہے مسلمان والدین تو اس بابت اور زیادہ حق دار ہیں۔

سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال

"عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ : أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِىَّ –صلى الله عليه سلم– قَالَ إِنَّ لِى مَالاً وَوَلَدًا وَإِنَّ وَالِدِى يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِى فَقَالَ :« أَنْتَ وَمَالُكَ لأَبِيكَ إِنَّ أَوْلاَدَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ ». [44]"

"عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ عمرو کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ :"رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بدو آکر کہنے لگے کہ میرا مال اور اولاد ہیں اور میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے آپ کی اولاد آپ کی بہترین کمائی ہے۔"

اس کے مقابلے میں عورت کے ذمے کوئی اخراجات نہیں رکھے گئے ہیں۔اب اگر ایک میت کے ورثاء بیٹا،بیٹی یا بھائی ،بہن متصور کریں اور کل ترکہ ایک لاکھ روپے ہو تو اس میں سے بیٹے یا بھائی کا حصہ 66۔66666روپے ہوگا جب کہ بیٹی یا بہن کا حصہ 34۔33333روپے ہوگا۔اب یہ بیٹا اور بھائی شادی کرنا چاہے اور بیٹی اور بہن بھی شادی کرنا چاہے۔بیٹا اور بھائی مہر ادا کرے فرض کریں پچاس ہزار روپے مہر انہوں نے ادا کیا تو ان کا بقیہ مال 16666روپے رہ جائے گا اور اگر مذکورہ مقدار کا آدھا بھی بیٹی اور بہن کو مہر میں ملے جو 25000روپے ہیں تو ان کا اثاثہ 58333 ہو جائے گا مزید مسکن اور گھر کے سامان پر اگر مثال کے طور پر 50000روپے خرچ کئے جائے تو بیٹے اور بھائی کا کل اثاثہ بھی ختم ہو جائے گا اور مزید 34000روپے پیدا کرنے ہونگے۔اسی طرح شادی کرنے کے لئے مرد کے اثاثے ختم ہوتے جائیں گے جب کہ بیوی کے اثاثے بڑھتے جائیں گے۔

مرد کے اندر مال کو استعمال کرکے بڑھانے کی صلاحیت ہے جب کہ عورت میں یہ صلاحیتیں نہیں ہوتی ہیں اور یہ شرع کی مزاج ہے کہ مال کو استعمال کیا جائے اس لئے سود،اکتناز واحتکار کو ممنوع قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس سے دولت مرتکز ہو جاتی ہے اور شرع اس کی دوران اور تحریک کی متقاضی ہے۔مال فئی کی تقسیم کی حکمت کے بارے میں قرآن فرماتے ہیں:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ[45]"

"کہ وہ دولت صرف انہی کے درمیان گردش کرتا نہ رہ جائے جو تم میں دولت مند لوگ ہیں۔"

"أن الرجل أقدر من المرأة على تنمية المال والإفادة منه، وذلك أمر مطلوب في الإسلام ويلاحظ أنه روعي في نصيبي الزوجين أن للذكر منهما حظ الأنثيين، التزاماً لمبدأ العدل في توزيع المسؤوليات بين الرجل والمرأة، فالرجل هو المكلف بالمهر وبالإنفاق على المرأة أماً كانت أو بنتاً أو زوجة، ولا تكلف المرأة بشيء من الواجبات الاجتماعية، ويظل نصيبها محفوظاً عدة للطورئ، تتصرف فيه بحرية واستقلال."

"وهذا المبدأ: مبدأ (للذكر مثل حظ الأنثيين) عام؛ لأن الحاجة أساس التفاضل في الميراث، فللابن ضعف نصيب البنت؛ لأن مطالب الابن في الحياة أكثر من مطالب أخته، فهو المكلف بإعالة نفسه، وبمهر زواجه، وبنفقة الزوجية، ونفقة الأولاد، وإعالة الأب والأم الفقيرين، ولا تكلف البنت في حياتها بشيء مما يكلف به أخوها[46]"

"مرد عورت کے مقابلہ میں مال کو بڑھانے اور اس کو مفید امور میں استعمال کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے اور مذکورہ امور اسلام میں مطلوب ہیں۔ مزید برآں زوجین کے حصص میں مرد کو عورت کا دگنا حصہ دیا گیا ہے تاکہ مسئولیات کی بابت مرد و عورت کے مابین عدل قائم ہو کیونکہ مرد کو مہر ادا کرنے اور عورت پر خرچ کرنے کا مکلف ٹھہرایا گیا عورت چاہے ماں ہو، بیٹی ہو یا بیوی اور عورت کو اجتماعی ذمہ داریوں میں کسی کی مسئول نہیں بنائی گئی باوجود اس کے ان کے حصے کو محفوظ قرار دیا گیا ہے جن میں ان کو تصرف کرنے کی آزادی مستقل طور پر حاصل ہے۔ اور مرد و عورت کی میراث میں مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر رکھنا عام حکم رکھتا ہے کیونکہ حاجت رہنا میراث میں تفاضل کی بنیاد ہے اس لئے بیٹے کو بیٹی کے حصے کا دگنا ملتا ہے کیونکہ زندگی میں بیٹے کی ضروریات اور ذمہ داریاں اس کی بہن کی ذمہ داریوں سے زیادہ ہوتی ہیں بیٹا ہی اپنی کفالت، بیوی کی مہر، ان کی اخراجات، بچوں کے اخراجات اور غریب والدین کی کفالت کی مکلف ہے اور زندگی میں بیٹی کو ان امور میں سے کسی کی مکلف نہیں بنائی گئی ہے جن کی بیٹے کو مکلف بنایا گیا ہے۔"

نتائج بحث

اسلام ایک فطری مذہب ہے جس کے تمام احکامات انسانوں کی ضروریات اور نفسیات سے ہم آہنگ ہیں کیونکہ جس خالق نے ان کو پیدا فرمایا ہے وہ ہی ان کے ضروریات کو سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی ساخت میں جو تفاوت رکھا ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ دونوں کی ایک دوسرے کو حاجت رہے اور ایک دوسرے کی حاجت روائی سے زندگی کا سفر خوشگوار طریقے سے رو بہ منزل رواں دواں رہے۔ عورت کی نزاکت کو مد نظر رکھ شرع نے ان پر کمانے کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے اس کے برعکس مرد کی مردانگی کو پیش نظر رکھ کر کمانے کی تمام تر ذمہ داریاں ان پر عائد کر کے ان کو نگرانی کا سہرہ سجایا ہے۔ ان حقائق کے ساتھ ساتھ میراث میں مرد و عورت دونوں کا استحقاق ثابت فرمایا ہے۔ عورت کو کبھی مرد کے برابر اور کبھی مرد سے زیادہ حصص دیے ہیں۔ لہٰذا یہ پروپیگنڈہ جھوٹ، تعصب اور جہالت پر مبنی ہے کہ اسلام نے حق وراثت میں عورت کے ساتھ ظلم کا رویہ برتا ہے۔ بعض صورتوں میں اگرچہ عورت کا حصہ مرد سے کم ہے لیکن تمام تر ذمہ داریاں مرد پر رکھ کر عورت کو میراث میں سے حصہ دینا عورت کے ساتھ عدل ہی کیا احسان ہی احسان ہے۔ عورت کو ظلم کی چکی میں پیسنا مغرب کا شیوہ ہے۔ کیونکہ میراث میں بھی اس کا حصہ نہیں اور کمانے کی ذمہ داریوں میں بھی مرد کے ساتھ ان کو شریک کیا گیا ہے۔

حواشی وحوالاجات

1سورۃ النساء11:4
2سورۃ النساء11:4
3سورۃ النساء7:4
4سورۃ النساء19:4
5طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن ۶ :۵۵۱، نص (۸۹۲۸)، مکتبہ تحقیق۔ دار ہجر، (س۔ن)
6الرازی، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم، تفسیر ابن ابی حاتم ۳ :۸۷۲، نص (۴۸۴۵)، المکتبۃ العصریہ۔ صیدا (س۔ن)
7سورۃ النساء ۱۲ :۴
8العثیمین، محمد بن صالح، تسہیل الفرائض ۱ :۶، مطبع وسن اشاعت نامعلوم
9سورۃ النساء۱۷۶:۴
10سورۃ النساء۱۲:۴
11البیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبری وفی ذیلہ الجوہر النقی، حدیث (۱۲۶۶۷)، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد، ۱۳۴۴ھ
12امام مالک، مالک بن انس، موطأ امام مالک، حدیث (۱۰۷۶) دار احیاء التراث العربی۔ بیروت (س۔ن)
13البیہقی، احمد بن حسین، سنن بیہقی الکبری، حدیث (۱۲۰۸۵) مکتبہ دار الباز۔ مکۃ المکرمہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء
14سورۃ النساء۱۱:۴
15سورۃ النساء۱۲:۴
16سورۃ النساء۱۱:۴
17سورۃ النساء۱۱:۴
18سنن بیہقی الکبری، حدیث (۱۰۷۵)
19الماوردی، ابو الحسن، الحاوی الکبیر ۸: ۴۶۷، دار الفکر، بیروت (س۔ن)
20اللاحم، عبد الکریم بن محمد، الفرائض ۱: ۲، وزارۃ الشئون الاسلامیہ والاوقاف والدعوۃ والارشاد۔ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ۱۴۲۱ھ
21القرافی، احمد بن ادریس، الذخیرۃ ۱۳ :۳۰، دار الغرب بیروت، ۱۹۹۴ء
22ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم ۲: ۲۲۵، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء
23الفرائض ۱: ۲
24سورۃ النساء۴:۴
25سورۃ النساء۴: ۲۴
26سورۃ الطلاق ۶۵: ۶
27آلوسی، محمود بن عبد اللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ۱۴: ۳۳۵، دار الکتب العلمیہ۔ بیروت، ۱۴۱۵ھ
28کاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۸: ۱۴۱، مطبع وسن اشاعت نامعلوم
29سورۃ الطلاق ۶۵: ۶
30سورۃ البقرۃ 2: ۲۳۳

31سورۃ الطلاق ۶۵: ۷

32سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۸

33سورۃ النساء ۴: ۳۴

34امام احمد، احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث (۲۰۷۱۴) موسسہ قرطبہ، قاہرہ (س۔ن)

35 صحیح البخاری، حدیث (۵۳۶۴)

36سورۃ البقرۃ ۲: ۲۳۳

37سورۃ البقرۃ ۲: ۲۳۳

38سورۃ الطلاق ۶۵: ۶

39سورۃ البقرۃ ۲: ۲۳۶

40سورۃ الاسراء ۱۷: ۲۳

41سورۃ العنکبوت ۲۹: ۸

42سورۃ لقمان ۳۱: ۱۴

43سورۃ لقمان ۳۱: ۱۵

44سنن کبری، حدیث (۱۶۱۶۶)

45سورۃ الحشر ۵۹: ۷

46الفرائض ۱: ۲